Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون ۴۴۹

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

روزنامہ

الفضل

ربوہ

The Daily
ALFAZL
RABWAH

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

بانی حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ (سرپرست)

قیمت فی پرچہ ۳۰ پیسے

جلد ۶۶ / ۳۱	۱۴ ربیع الثانی ۱۳۹۷ھ ۴ شہادت ۱۳۵۶ھش ۴ اپریل ۱۹۷۷ء	نمبر ۷۴

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۴ شہادت۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق محترم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب کی مرسلہ آج صبح کی اطلاع مظہر ہے:۔

طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے، الحمدللہ

احبابِ جماعت التزام کے ساتھ دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ حضور کو صحت و عافیت کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے، ہمیشہ اپنی حفاظتِ خاص میں رکھے اور اپنی تائید و نصرت سے نوازتا رہے۔ آمین

ربوہ ۴ شہادت۔ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کے بارے میں محترم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب مطلع فرماتے ہیں کہ :۔

بہت ضعف ہے۔ اعصابی بے چینی ہے اور مثانہ میں انفیکشن بہت زیادہ نکلی ہے۔

احباب جماعت خاص توجہ اور درد و الحاح کے ساتھ دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضرت سیدہ ممدوحہ مدظلہا کو کامل شفا عطا فرمائے اور آپ کے قیمتی اور مبارک وجود کو تادیر سلامت رکھے۔ آمین

جماعتِ احمدیہ کی ۵۸ ویں مجلس مشاورت نہایت کامیابی کیساتھ بخیر و برکت اختتام پذیر ہوگئی

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی زرّیں اور قیمتی نصائح اور روح پرور اختتامی خطاب

ہر احمدی کی یہ کوشش ہونی چاہئیے کہ وہ القوی الامین بنے یعنی اپنی تمام استعدادوں کی حفاظت اور انکی نشوونما کرے

صدر انجمن احمدیہ، تحریکِ جدید و وقفِ جدید کے بجٹ منظور کرنے کی سفارش اور متعدد دیگر اہم تجاویز پر غور و فکر

ربوہ ۳ شہادت ۱۳۵۶ ہجری شمسی (۳ اپریل ۱۹۷۷ء) آج بروز اتوار ایک بجے بعد دوپہر جماعتِ احمدیہ کی ۵۸ ویں مجلس مشاورت اپنی تمام مخصوص اسلامی روایات و خصوصیات کے ساتھ نہایت کامیابی سے بخیر و برکت اختتام پذیر ہوگئی۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے زرّیں اور قیمتی نصائح پر مشتمل بصیرت افروز خطاب کے بعد سوز و گداز، تضرع اور ابتہال کی ایک غیر معمولی کیفیت سے معمور لمبی اجتماعی دعا کے ساتھ مجلس مشاورت کی کارروائی کے اختتام کا اعلان فرمایا۔

اجتماعی دعا سے قبل حضور نے جو روح پرور اور ایمان افروز خطاب فرمایا اس میں حضور نے جملہ احبابِ جماعت کو قرآنِ عظیم کی بیان فرمودہ اصطلاح کے مطابق القوی الامین بننے کی زرّیں نصیحت فرمائی۔ حضور نے فرمایا القوی الامین بننے کے معنی یہ ہیں کہ آپ میں سے ہر ایک اپنی جملہ اخلاقی، روحانی، ذہنی اور جسمانی قوتوں اور استعدادوں کی پوری پوری حفاظت کرے اور پھر ان کی کامل نشوونما کرنے کی کوشش کرے۔ اس سلسلے میں ہمارے لئے سب سے کامل اور بہترین نمونہ سیدنا حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ ہے کیونکہ آنحضورؐ ہی ہر رنگ میں اور بہترین صورت میں القوی الامین تھے اور آج فقط آپؐ کا ہی جھنڈا ہے جس کے تلے جمع ہو کر دُنیا حقیقی معنوں میں امن و آشتی اور اطمینان و سکینت کی جنّت کو حاصل کرسکتی ہے۔

اہم اور ضروری کوائف

جماعتِ احمدیہ کی ۵۸ ویں مجلس مشاورت یکم، ۲، ۳ اپریل ۱۹۷۷ء (بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار) کو خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے وسیع و عریض ہال "ایوانِ محمود" میں منعقد ہوئی۔ تین دنوں میں اس کے چار اجلاس منعقد ہوئے جن میں غلبۂ اسلام کی اس عظیم مہم کو جو اس زمانہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارات کے مطابق حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام کے ذریعہ جاری کی گئی ہے کامیاب بنانے کے لئے جماعتِ احمدیہ کی تین مرکزی تنظیموں یعنی صدر انجمن احمدیہ، تحریکِ جدید انجمن احمدیہ اور وقفِ جدید انجمن احمدیہ کے آئندہ سال کے بجٹ ہائے آمد و خرچ پر غور و فکر کیا گیا اور پھر خلیفۂ وقت ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں انہیں منظور کرنے کی سفارش کی گئی۔ ان کے علاوہ دیگر متعدد اہم تجاویز بھی زیرِ غور آئیں جن کا تعلق نظارت مقبرہ بہشتی، نظارت اشاعت لٹریچر و تصنیف اور نظارت تعلیم سے تھا۔ نمائندگان نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا جس کے دوران انہیں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی نہایت قیمتی اور زرّیں نصائح اور ہدایات سُننے کی سعادت حاصل ہوئی۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ چاروں اجلاسوں میں بنفسِ نفیس تشریف لا کر مجلس مشاورت میں رونق افروز رہے اور نمائندگان کی راہ نمائی فرماتے رہے۔

حسبِ سابق امسال بھی پاکستان کے ہر حصے اور علاقے سے احمدی جماعتوں کے نمائندگان اس مبارک مجلس میں شامل ہونے کے لئے اپنے مرکز میں تشریف لائے ان کے علاوہ مختلف مقامات سے دیگر احمدی احباب بھی بکثرت بطور مہمان تشریف لائے گو انہیں رائے دینے کا حق حاصل نہ تھا تاہم بطور زائر وہ مجلس کی کارروائی کو سُنتے اور اس سے مستفیض ہوتے رہے۔

اس دفعہ مجلس مشاورت میں شامل ہونے والے نمائندگان کی کُل تعداد ۵۴۹ رہی۔ جبکہ دیگر مہمانوں کی تعداد کم و بیش آٹھ صد تھی۔ ربوہ کے جو مقامی احباب بطور زائر کارروائی سنتے رہے ان کی تعداد ۵۰۷ رہی۔ خواتین کے لئے ایوانِ محمود کی گیلری میں برعایتِ پردہ انتظام کیا گیا تھا چنانچہ وہ بھی تینوں دن التزام کے ساتھ بکثرت تشریف لا کر کارروائی سُنتی رہیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے زیرِ ارشاد مشاورت کے چاروں اجلاسوں میں مندرجہ ذیل اصحاب کو حضور کے ساتھ سٹیج پر بیٹھ کر صدارت کے فرائض کی سر انجام دہی میں حضور کا ہاتھ بٹانے کا خصوصی فخر حاصل ہوا:۔

(۱) محترم شیخ محمد احمد صاحب مظہر ایڈووکیٹ امیر جماعت ہائے احمدیہ ضلع لائلپور۔

(۲) محترم چوہدری احمد مختار صاحب امیر جماعتِ احمدیہ کراچی۔

(۳) محترم چوہدری حمید نصراللہ خان صاحب امیر جماعتِ احمدیہ لاہور۔

(۴) محترم مرزا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ سرگودہا۔ امیر جماعت ہائے احمدیہ صوبہ پنجاب۔

مجلس مشاورت کے دوسرے روز یعنی ۲ اپریل بروز ہفتہ کی شب کو صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے جملہ نمائندگانِ کرام اور دیگر متعدد مہمانوں کے اعزاز میں دارالضیافت میں وسیع پیمانے پر ایک دعوتِ طعام دی گئی جس کا اہتمام محترم چوہدری حمید اللہ صاحب ناظر ضیافت نے فرمایا۔ اس خصوصی تقریب میں (باقی صفحہ پر)

پبلشر: مسعود احمد ٭ پرنٹر: سید عبدالحی ٭ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ ٭ مقامِ اشاعت: دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۴ر شہادت ۱۳۵۶ ہش
۴ر اپریل ۱۹۷۷ء

مکافاتِ عمل کا قانون اور اُس کی کارفرمائی

اس دنیا میں انسان جو کام سرانجام دیتا یا جو عمل بھی کرتا ہے خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا اس کا ردِ عمل ضرور ہوتا ہے اور یہ ردِ عمل ہوتا بھی ہے دوہرا، ایک اِس جہان کے نقطۂ نگاہ سے اور دوسرا اگلے جہان یعنی حیات الآخرہ کے نقطۂ نگاہ سے۔ اچھے کام کا ردِ عمل اچھا ہوتا ہے اور اگر کام یا عمل بُرا ہو تو اسی نسبت سے ردِ عمل بھی بُرا ہی ہوتا ہے۔ یہ کبھی نہیں ہوتا کہ عمل تو اچھا ہو لیکن اپنے انجام کے لحاظ سے ردِ عمل بُرا ظاہر ہو اِسی طرح بُرے عمل کا انجام کے لحاظ سے ردِ عمل کبھی اچھا نہیں ہوتا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے:-

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝ (الزلزال آیات ۸، ۹)

ترجمہ:- پس جس نے ایک ذرہ کے برابر بھی نیکی کی ہوگی وہ اُس (کے نتیجہ) کو دیکھ لے گا اور جس نے ایک ذرّہ کے برابر بھی بدی کی ہوگی وہ اس (کے نتیجہ) کو دیکھ لے گا۔

اِن آیات سے ظاہر ہے کہ عمل خواہ کتنا ہی چھوٹا اور بظاہر کتنا ہی معمولی کیوں نہ ہو یہ نہیں ہو سکتا کہ اس کا ردِ عمل ظاہر نہ ہو۔ ردِ عمل ظاہر ہوتا ہے اور ضرور ہوتا ہے اور وہ ہوتا بھی ہے دوہری نوعیت کا حامل یعنی ایک اس جہان کے لحاظ سے اور ایک اگلے جہان کے لحاظ سے۔ اگلے جہان کے لحاظ سے تو ردِ عمل ہوتا ہی ہے خفیہ اور پوشیدہ اس لئے اس کی اصل حقیقت اگلے جہان میں ہی جا کر کُھلتی ہے لیکن اِس جہان میں جو ردِ عمل ظاہر ہوتا ہے وہ کبھی تو فوری طور پر مشاہدہ میں آجاتا ہے اور کبھی ابتداءً وہ پردۂ اخفاء میں رہتا ہے اور ایک عرصہ کے بعد منصّۂ شہود پر آتا ہے۔ اس کے پردۂ اخفاء میں رہنے سے انسان اِس دھوکہ میں پڑ جاتا ہے کہ گویا سرے سے کوئی ردِ عمل ظاہر ہی نہیں ہوا۔ یہ دھوکہ اسے گناہوں کے ارتکاب میں دلیر بنا دیتا ہے۔ وہ گناہ پر گناہ کرتا چلا جاتا ہے اور اس حقیقت سے بے خبر ہوتا ہے کہ اُس کے ہر فعل اور ہر حرکت کا مسلسل ردِ عمل ہو رہا ہے اور گو وہ ابھی پوشیدہ ہے لیکن ایک دن ظاہر ہو جائے گا اور اُسے اُس کے گناہوں کی اِسی دنیا میں سزا مل کر رہے گی اور اگلے جہان کا عذاب اس پر مستزاد ہوگا اور وہ ہوگا بھی بدرجہا زیادہ سخت اور دردناک۔

پھر بعض گناہ ایسے ہوتے ہیں جن کا اثر انسان کی اپنی ذات تک ہی محدود ہوتا ہے اور بعض ایسے ہوتے ہیں جن کا اثر دوسروں پر پڑتا ہے۔ ایسے لوگ اپنے آپ کو دوہرے عذاب کا مستحق بنا لیتے ہیں۔ ایسے گناہوں میں سے ایک گناہ ظلم بھی ہے۔ بہت سے لوگ کمزوروں پر ظلم کرنے میں حد سے زیادہ دلیری دکھاتے ہیں۔ وہ اُن کے حقوق غصب کرنے میں کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھتے حتّٰی کہ ان پر جینا حرام کر دیتے ہیں، دوسروں کو ان کی املاک سے محروم کر دیتے ہیں اور بعض اوقات انسانی جانوں کے ضیاع سے بھی دریغ نہیں کرتے چونکہ وہ خود طاقتور اور زبردست ہوتے ہیں اور مظلوم ان سے کسی قسم کا انتقام لینے کے قابل نہیں ہوتے یا انتقام نہیں لیتے اس لئے وہ اپنی جگہ مطمئن ہوتے ہیں کہ کوئی ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا اور باوجود ظلم ڈھانے کے وہ اس کی پاداش سے محفوظ رہیں گے۔ لیکن ان کا یہ اطمینان ان کے نفس کے دھوکہ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔ وہ اس حقیقت سے بے خبر ہوتے ہیں کہ ان کے ہر ظلم کا ردِ عمل ہو رہا ہے اور جب خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ قانون کے تحت اس ردِ عمل کے یکجائی صورت میں ظاہر ہونے کا وقت آئے گا تو انہیں اسی دنیا میں اپنے ایک ایک ظلم کا جواب دینا پڑے گا اور ان کا ہر ظلم ان کے آگے آئے بغیر نہ رہے گا۔

اگر انسان تاریخ کا بغور مطالعہ کرے یا خود اپنے ہی حالات اور گرد و پیش کا جائزہ لے تو اسے صاف نظر آسکتا ہے کہ انسان کے ہر فعل اور ہر حرکت کا اِسی دنیا میں ردِ عمل ہو رہا ہے اور وہ ردِ عمل بسا اوقات پوشیدہ ہونے کے باعث لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل ہوتا ہے لیکن ایک وقت ایسا آجاتا ہے کہ وہ منصّۂ شہود پر آکر انسان کے اعمال و کردار کے نتائج و عواقب کو آشکار کر دکھاتا ہے۔ مثال کے طور پر جو لوگ طاقت کے گھمنڈ میں کمزوروں پر ظلم توڑتے ہیں اور اپنے آپ کو ہر طرح محفوظ و مامون تصوّر کر رہے ہوتے ہیں بالآخر ان کا وہ ظلم رنگ لاتا ہے اور انہیں اِسی دنیا میں اس کا حساب چکانا پڑتا ہے۔ اگر انسان اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھ لے کہ اُس کے ہر فعل اور ہر حرکت کا ردِ عمل ہو رہا ہے اور وہ ایک دن مکافاتِ عمل کی صورت میں ظاہر ہو کر رہے گا تو وہ کبھی بے راہ روی اختیار نہ کرے اور اپنی جان یا دوسروں پر ظلم روا رکھنے کا کبھی مرتکب نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس حقیقت کو باور کرانے کے لئے کہ انسان کے ہر فعل اور ہر حرکت کا ردِ عمل ضرور ہوتا ہے اور بالآخر ظاہر ہو کر رہتا ہے مومنوں کو اِس امر کی طرف توجہ دلائی ہے کہ وہ اپنے افعال و کردار کا جائزہ لیتے رہیں اور اِس امر پر غور کرتے رہیں کہ ان کے افعال کا کیا ردِ عمل ہوگا اور اس کے نتیجہ میں انہیں خود کس قسم کے حالات سے دوچار ہونا پڑے گا اسی لئے فرمایا:-

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰىهُمْ اَنْفُسَهُمْ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ (الحشر آیات ۱۹، ۲۰)

ترجمہ:- اے مومنو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور چاہیئے کہ ہر جان اِس بات پر نظر رکھے کہ اُس نے کل کے لئے آگے کیا بھیجا ہے۔ اور تم سب اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ اللہ تمہارے اعمال سے خوب باخبر ہے۔ اور ان لوگوں کی طرح نہ بنو جنہوں نے اللہ کو بھلا دیا، سو اللہ نے بھی ان کو اپنی جانوں کا فائدہ بھلا دیا، یہ لوگ اطاعت سے باہر نکلنے والے ہیں۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اِس حقیقت کی طرف ہی توجہ دلائی ہے کہ ہر عمل کا ردِ عمل ضرور ہوتا ہے اور وہ نتیجہ کی شکل میں بالآخر ضرور ظاہر ہو کر رہتا ہے۔ انسان کے لئے عافیت اسی میں ہے کہ وہ اِس امر پر غور کرتا رہے کہ اُس کے ایک ایک فعل اور ایک ایک حرکت کا آگے چل کر کیا نتیجہ برآمد ہوگا اور خود اپنے ہی افعال کے منطقی نتیجہ کے طور پر مستقبل میں اسے کس قسم کے حالات سے دوچار ہونا پڑے گا۔ اگر انسان اِس امر کا جائزہ لیتا رہے تو وہ گناہ کے قریب بھی نہ پھٹکے اور دوسروں پر ظلم کرنا تو کجا کبھی اس کا خیال بھی دل میں نہ آنے دے۔ اِسی لئے اللہ تعالیٰ نے تقویٰ اختیار کرنے پر بہت زور دیا ہے اور اسی لئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا ہے:-

"چاہیئے کہ ہر ایک صبح تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے تقویٰ سے رات بسر کی اور ہر ایک شام تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا۔" (کشتی نوح)

تم بلاؤ گے تو وہ آتش بجاں آجائے گا

دردسے معمور ہو جائے گا جب سارا جہاں
زیرِ دامانِ مسیحائے زماں آجائے گا

ہارنا ہمّت نہ میرے آبلہ پا ہمسفر!
بس اسی رستہ پہ اُن کا آستاں آجائے گا

آنکھ وا ہو عزم پختہ ہو۔ قدم اُٹھتا رہے
سنگِ میل آئے گا منزل کا نشاں آجائے گا

دردِ دل ہو تو مسیحائی بھی فرمائیں گے وہ
دل کا چین آیا تو اُن کے ہمعناں آجائے گا

سرد ہو محفل تو کرنا یاد پھر ناہید کو
تم بلاؤ گے تو وہ آتش بجاں آجائے گا

عبدالمنان ناہید

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تاریخ اسلام

حضرت خاتم الانبیاءؐ کی مکّی زندگی کا ایک اہم واقعہ

دستورِ مملکت کا احترام اور اُسوۂ محمدیؐ

مکرم مولوی دوست محمد صاحب شاہد ربوہ

سیدنا و مولانا حضرت فخر الرسل وخاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرہ برس تک کفار مکہ کے جور و جفا پر صبر کیا۔ آپ کو بیحد ستایا گیا بہت دکھ دئے گئے مگر آپ نے دم نہ مارا بہت سے اصحاب اور عزیز شہید کئے گئے۔ لیکن آپ نے نہ صرف قانون کو کبھی ہاتھ میں نہیں لیا بلکہ جب تک قریش مکہ کی آزاد ریاست میں رہے اس کے دستور و آئین کا ایسا حیرت انگیز طریق پر احترام کیا کہ تاریخ عالم اس کی مثال پیش کرنے پر قاصر ہے۔

مکہ میں بنو ہاشم کا ایک خاندانی درّہ "شعب ابی طالب" کے نام سے تھا جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کبار کو ڈھائی تین سال تک محصور رہنا پڑا۔ محاصرے کا یہ دردناک دور ختم ہوا تو حضرت خدیجہؓ اور حضرت ابوطالب انتقال کر گئے اور ساتھ ہی قریش کی طرف سے مخالفت کا ایک نیا طوفان امڈ آیا۔ چنانچہ حضرت علامہ علی بن برہان الدین الحلبی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ السیرۃ الحلبیۃ تحریر فرماتے ہیں:-

"لما مات ابو طالب نالت قریش من النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الاذی مالم تکن تطمع فیہ فی حیاۃ ابی طالب حتی ان بعض سفہاء قریش نثر علی راس النبی صلی اللہ علیہ وسلم التراب فدخل صلی اللہ علیہ وسلم بیتہ والتراب علی راسہ فقامت الیہ بعض بناتہ وجعلت تزیلہ عن راسہ وتبکی ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لہا لا تبکی یا بنیۃ فان اللہ تعالیٰ مانع اباک"

(سیرت حلبیہ جلد ۱ صفحہ ۳۱۵ مطبع محمد آفندی مصطفےٰ مصر)

یعنی قریش مکہ ابوطالب کی وفات کے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسی ایسی تکالیف کا تختہ مشق بنانے لگے جن کا ابوطالب کی زندگی میں خیال و تصور نہ کر سکتے تھے حتیٰ کہ ایک شریر نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک پر سر بازار راکھ ڈالی۔ حضور علیہ السلام اسی حالت میں تشریف لائے حضور کی ایک صاحبزادی کھڑی ہوگئیں آپ کا خاک آلود سر مبارک صاف کیا اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگیں وہ آنسو بہا رہی تھیں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے مت رو بیٹی مت رو۔ اللہ تیرے باپ کی خود حفاظت کرے گا۔

سیدنا حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ

"قال بعد موت ابی طالب لقد رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخذتہ قریش تتجاذبہ وھم یقولون لہ صلی اللہ علیہ وسلم انت الذی جعلت الالٰھۃ الٰھاً واحداً۔ قال فواللہ ما دنا منا احد الا ابوبکر فصار یضرب ھذا ویدفع ھذا وھو یقول اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ"

(سیرۃ حلبیہ جلد ۱ ص ۳۷۶)

فرماتے ہیں ابوطالب کے انتقال کے بعد میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ قریش مکہ حضور کو پکڑ کر کھینچ رہے ہیں اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہہ رہے ہیں کہ کیا تو ہی وہ شخص ہے جس نے ہمارے سب معبودوں کو ایک معبود بنا ڈالا ہے؟ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم اس موقعہ پر حضرت ابوبکرؓ کے سوا کوئی بھی قریب نہ ہوا۔ آپ نے ان اوباشوں میں سے کسی کو مارا پیٹا اور کسی کو ہٹایا اور یہ کہکر شرم دلائی کہ کیا تم اس مرد کامل کو اس جرم میں قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ اللہ ہی میرا رب ہے؟"

قریش مکہ کے ان شرمناک مظالم نے جب وادی بطحاء میں اشاعت اسلام کی راہیں مسدود کر دیں تو حضور علیہ السلام نبوت کے دسویں سال (ماہ شوال میں) مکہ چھوڑ کر طائف تشریف لے گئے۔ طائف قبیلہ بنو ثقیف کا مرکز اور حجاز میں مکہ کے بعد سب سے مشہور شہر تھا جو مکہ سے جنوب مشرق کی طرف قریباً چالیس میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ ایک روایت کے مطابق اس سفر میں حضرت زیدؓ بن حارثہ ساتھ تھے۔

(تاریخ خمیس جلد ۱ ص ۳۰۱) سے پتہ چلتا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طائف میں ایک ماہ تک قیام فرما رہے جیسا کہ کتاب "حیاۃ الحیوان" میں درج ہے مگر "مواہب لدنیہ" میں ابن سعد کی یہ تحقیق لکھی ہے کہ حضور اس شہر میں دس روز مقیم رہے دوران قیام حضور نے شہر کے سب رؤساء اور سرداروں سے ملاقات کی اور انہیں اسلام کا پیغام پہنچایا۔ مگر سب نے انکار کر دیا۔ آخر حضور علیہ السلام عبد یالیل، مسعود اور حبیب نامی تین مقامی لیڈروں کے پاس تشریف لے گئے جو طائف کے رئیس اعظم تھے۔ ان تینوں نے سید ولد آدم نبیوں کے شہنشاہ حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو حقارت آمیز جوابات دئے وہ انسانیت کی پیشانی کے لئے سیاہ داغ ہیں۔ ایک نے کہا اگر تجھ کو خدا نے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے تو کعبہ کا پردہ چاک کر رہا ہے۔ دوسرے نے کہا کیا خدا کو تیرے سوا اور کوئی نہیں ملتا تھا کہ اسے نبی بنا کر بھیجتا۔

کوئی بولا معاذ اللہ وہ کیا ہے خدا کوئی
نبی جس کو کہیں ملتا نہیں تیرے سوا کوئی

تیسرے نے کہا کہ خدا کی قسم میں تجھ سے کلام نہیں کر سکتا کیونکہ اگر تو رسول اللہ ہے جیسا کہ تو کہتا ہے تو تجھ سے گفتگو کرنا سوء ادبی اور اگر تو خدا پر جھوٹ بول رہا ہے تو میں تمہیں اپنے ساتھ بولنے کا اعزاز دینے کیلئے تیار نہیں ہوں۔ (سیرت حلبیہ جلد ۱ ص ۳۷۶ تاریخ الخمیس جلد ۱ ص ۳۰۱)

اسی پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ اس خیال سے کہ آپ کو تکلیف پہنچانا قوم کی نظر میں اور زیادہ معزز بنا دے گا ان بدبختوں نے شہر کے غنڈوں اور رذیلوں کو آپ کے پیچھے لگا دیا۔ ان کی گالیوں اور شور و غوغا کو سنکر عوام بھی مشتعل ہو گئے اور انہوں نے آپ پر حملہ کر دیا اور آپ پر پتھر برسانے شروع کر دئے جس سے آپ لہولہان ہو گئے اور آپ کی نعلین مبارک خون سے تر بتر ہو گئیں مگر ظالموں اور بدبختوں کا کلیجہ اب بھی ٹھنڈا نہ ہوا۔

پتھروں کی اس بارش کے دوران جب آپ زخموں سے نڈھال ہو کر بیٹھ جاتے تو انسانیت کے دشمن آپ کا بازو تھام کر آپ کو کھڑا کر دیتے اور جب آپ ذرا چلنے لگتے تو وہ دوبارہ پتھراؤ کرنے، گالیاں دیتے اور تالیاں بجاتے یہ لوگ اسی طرح برابر تین میل تک آپ کا تعاقب کرتے اور آپ پر پتھراؤ چلاتے رہے یہاں تک کہ آپ عتبہ بن ربیعہ کے باغ میں پہنچ گئے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم یہاں ایک سایہ میں کھڑے ہوئے اور اپنے مولائے حقیقی کے حضور نہایت درد بھرے دل کے ساتھ یہ دعا مانگی۔

اَللّٰھُمَّ اِلَیْکَ اَشْکُوْ ضُعْفَ قُوَّتِیْ وَقِلَّۃَ حِیْلَتِیْ وَھَوَانِیْ عَلَی النَّاسِ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ اَنْتَ رَبُّ الْمُسْتَضْعَفِیْنَ وَاَنْتَ رَبِّیْ اِلٰی مَنْ تَکِلُنِیْ اِلٰی بَعِیْدٍ یَتَجَھَّمُنِیْ اَمْ اِلٰی عَدُوٍّ مَلَّکْتَہٗ اَمْرِیْ اِنْ لَّمْ یَکُنْ بِکَ عَلَیَّ غَضَبٌ فَلَا اُبَالِیْ وَلٰکِنْ عَافِیَتُکَ ھِیَ اَوْسَعُ لِیْ

بِنُوْرِ وَجْهِكَ الَّذِيْ
أَشْرَقَتْ لَهُ الظُّلُمَاتُ
وَصَلَحَ عَلَيْهِ أَمْرُ الدُّنْيَا
وَالْآخِرَةِ مِنْ أَنْ تُنْزِلَ
بِيْ غَضَبَكَ أَوْ يَحُلَّ
عَلَيَّ سَخَطُكَ - لَكَ
الْعُتْبَى حَتَّى تَرْضَى وَلَا
حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِكَ"

(سیرت ابن ہشام جلد ۲ ص ۲۳ مطبوعہ مصر ۱۳۲۹ھ)

اے میرے رب!! میں تیرے ہی پاس اپنی کمزوریوں اور اپنے سامانوں کی کمی اور لوگوں کی نظروں میں اپنے حقیر ہونے کی شکایت کرتا ہوں لیکن تو غریبوں اور کمزوروں کا خدا ہے اور تو میرا بھی خدا ہے تو مجھے کسی کے ہاتھوں میں چھوڑ دے گا؟ کیا اجنبیوں کے ہاتھوں میں جو مجھے اِدھر اُدھر دھکیلتے پھریں گے؟ کیا اس دشمن کے ہاتھوں میں جو میرے وطن میں مجھ پر غالب ہے؟؟ اگر تیرا غضب مجھ پر نہیں تو مجھے ان دشمنوں کی کوئی پرواہ نہیں تیرا رحم میرے ساتھ ہے اور تیری عافیت میرے لئے زیادہ وسیع ہے میں تیرے چہرہ کی روشنی میں پناہ چاہتا ہوں ـــ یہ تیرا ہی کام ہے کہ تو تاریکی کو دنیا سے بھگا دے اور اس دنیا اور اگلی دنیا میں امن بخشے تیرا غضب و تیری ناراضگی مجھ پر نہ پڑے لیکن تو اگر ناراض بھی ہوتا ہے تو اس لئے کہ پھر خوشی کا اظہار کرے اور تیرے سوا کوئی حقیقی طاقت اور کوئی حقیقی پناہ کی جگہ نہیں۔ مشہور معاند اسلام سرولیم میور اپنی کتاب "دی لائف آف محمد" میں لکھتا ہے:-

"محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سفر طائف میں عظمت و شجاعت کا رنگ نمایاں طور پر نظر آتا ہے ایک تنہا شخص جسے اس کی قوم نے نظر حقارت سے دیکھا اور رد کر دیا وہ خدا کی راہ میں دلیری کے ساتھ اپنے شہر سے نکلتا ہے اور جس طرح یونس بن متی نینوا کو گیا اسی طرح وہ ایک بت پرست شہر میں جا کر ان کو توحید کی طرف بلاتا ہے اور توبہ کا وعظ کرتا ہے۔ اس واقعہ سے یقیناً اس بات پر تیز روشنی پڑتی ہے کہ آپ کو اپنے دعوے کی سچائی پر کس درجہ ایمان تھا۔"

(ترجمہ از انگریزی)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تھوڑی دیر عتبہ بن ربیعہ کے باغ میں آرام فرمایا اور پھر وہاں سے پیدل چلتے چلتے بالآخر نخلہ مقام پر پہنچے جو مکہ معظمہ سے ایک منزل کے فاصلہ پر واقع ہے نخلہ میں چند روز ٹھہرنے کے بعد حضورؐ کوہ حرا پر رونق افروز ہوئے۔

آپ کا ارادۂ مبارک جلد از جلد مکہ کی مقدس بستی میں پہنچنے کا تھا لیکن اس ارادہ کی راہ میں ایک قانونی مشکل حائل تھی اور وہ یہ کہ مکہ سے طائف جانے کی وجہ سے اب آپ عرب کے مروجہ دستور و آئین کے مطابق مکہ کے شہری نہیں رہے تھے اور اہل مکہ کی غیر مسلم حکومت کو اختیار تھا کہ چاہے تو آپ کو اس ارض پاک میں داخل ہونے کی اجازت دے یا آپ کے داخلہ پر پابندی عائد کر دے۔

بلاشبہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم شاہِ لولاک تھے خالق حقیقی نے یہ پوری کائنات آپ ہی کی خاطر تخلیق فرمائی تھی۔ آپ مکہ کے شاہی خاندان کے چشم و چراغ تھے اور آپ کے آباء و اجداد ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام نے خانہ کعبہ کی تعمیر جن ربانی مقاصد کے لئے کی تھی اس کی تکمیل آپ ہی کے مقدس ہاتھوں سے وابستہ تھی۔ آپ کی گذشتہ پچاس سال مقدس و مطہر زندگی ایک پاکیزہ اور مصفا شیشہ کی طرح سب کے سامنے تھی جس کے کناروں پر ایک مثالی اور امن پسند شہری کی حیثیت سے صبر و تحمل اور ایثارِ نفس کے لاثانی نقوش تو پائے جاتے تھے مگر قانون شکنی کا کوئی خفیف سا داغ بھی اس میں نہیں تھا۔ ان حالات میں حضور علیہ السلام کا مکہ میں داخل ہونا دستور شہریت کے کسی طرح منافی نہیں تھا لیکن آپ نے اس موقعہ پر اپنے بے پناہ جذبات کو مکمل طور پر اپنے کنٹرول میں رکھا اور احترام قانون کا ایک ایسا شاندار اسوۂ حسنہ پیش کیا جو رہتی دنیا تک تمام قوموں ملکوں اور حکومتوں کے لئے مشعل راہ کا کام دے گا اور مستقبل میں جب آفتاب عالم پر اسلامی پھریرا لہرا رہا ہوگا تو یہ نمونہ نظام اسلامی کے عالیشان قصر کی بنیادی اینٹ ثابت ہوگا۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے ملکی دستور کے عین مطابق مکہ داخل ہونے کے لئے مختلف رؤسائے مکہ سے رابطہ قائم فرمایا اور ان سے امان چاہی۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلے اخنس بن شریق الثقفی کو بلوایا۔ اخنس بہت سلیم الفطرت تھے آپ کی زیارت کرتے ہی اسلام لے آئے مگر با ادب عرض کیا یا رسول اللہ میں قریش کا حلیف ہوں اسلئے عرب کے قاعدہ اطریقی اور روایات کے مطابق پناہ دینے کا مجاز نہیں۔ اس پر حضور علیہ السلام نے سہیل بن عمرو کو قاصد بھجوایا وہ حاضر ہوئے اور اسلام بھی قبول کیا مگر کہنے لگے کہ ہم جو بنو عامر ہیں (اور دستوری اعتبار سے) بنو کعب کے خلاف کبھی پناہ نہیں دے سکتے۔ مکہ میں ایک مشرک سردار مطعم بن عدی تھے جنہوں نے جنگ بدر سے سات ماہ قبل کفر کی حالت میں وفات پائی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں بھی کہلا بھیجا کہ میں تمہاری امان میں ہو کر داخلِ مکہ ہونا چاہتا ہوں۔ "انی داخل مكة في جوارك" مطعم نے ایلچی سے کہا کہ آپ تشریف لے آئیں میں پناہ دینے کے لئے تیار ہوں۔ ایلچی یہ پیغام لیکر خوشی خوشی حضور علیہ السلام کی خدمت میں پہنچا اور آپ کو مطعم کی رضامندی کی خبر دی۔

یہ اطلاع پہنچتے ہی حضور علیہ السلام مکہ میں داخل ہوگئے اور مطعم بن عدی اپنے اہل بیت سمیت ہتھیار بند ہو کر اپنے گھر سے باہر نکلے اور مسجد حرام میں پہنچے مطعم نے اپنی سواری پر کھڑے ہو کر نہایت بلند آواز سے اعلان کیا کہ اے گروہ قریش!! میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پناہ دی ہے کوئی شخص انہیں تکلیف نہ دے اس اعلان کے بعد انہوں نے حضور علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ بھی مسجد حرام میں آجائیں۔

پس حضور بھی مسجد حرام میں تشریف لے گئے، خانہ کعبہ کا طواف کیا اور نماز پڑھی پھر آپ مطعم بن عدی کے گھر میں آگئے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ یہ رات حضور علیہ السلام نے مطعم بن عدی کے یہاں گزاری۔ صبح ہوئی تو مطعم اور ان کے چھ سات بیٹے مسلح ہو کر باہر نکلے اور حضور سے عرض کی کہ آپ طواف کیجئے۔ آپ جب تک طواف کرتے رہے اس وقت تک ان کی تلواریں بھی بے نیام رہیں اور وہ نہایت چوکسی سے آپ کا پہرہ دیتے رہے اسی اثنا میں ابوسفیان بن حرب مطعم بن عدی کے پاس آیا اور کہا کہ کیا آپ نے ان کو صرف امان دے دی ہے یا آپ بھی ان کے معتقد ہوگئے ہیں۔ جواب دیا کہ میں نے تو صرف پناہ دی ہے اس پر ابوسفیان نے کہا کہ پھر کوئی حرج نہیں اس عہد کی خلاف ورزی نہیں کی جائے گی۔ جسے تم نے پناہ دی ہم نے بھی پناہ دی۔

(زرقانی جلد ۱ ص ۲۰۶ سیرت حلبیہ جلد ۲ ص ۳۸۳ ـ ۳۸۴)

مؤرخ اسلام حضرت امام علی بن برہان الحلبی یہ پورا واقعہ بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں:-

"ولا بدع في دخوله
صلى الله عليه وسلم
في امان كافر لان حكمة
الحكيم القادر قد تخفى
وهذا السياق يدل
ان قريشاً كانوا ازمعوا
على عدم دخوله صلى
الله عليه وسلم مكة
بسبب ذهابه الى الطائف"

(سیرت حلبیہ جلد ۲ ص ۳۸۴)

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک کافر کی امان پر سرزمین مکہ میں داخل ہونا کوئی بدعت نہیں کیونکہ خدائے حکیم و قادر کی حکمت و مصلحت بعض اوقات پوشیدہ اور مخفی ہوتی ہے یہ پس منظر بتاتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سفر طائف کے سبب قریش آپ کو مکہ سے باہر رکھنے پر تلے ہوئے تھے۔

تاریخ اسلام سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مطعم بن عدی جیسے مشرک مگر شریف رئیس مکہ کی نیکی ہمیشہ یاد رکھی اور عمر بھر شکرگزار رہے جس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ ان کے بیٹے جبیرؓ بن مطعم جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے اور معرکہ بدر میں شریک تھے جب اپنے قیدیوں کو فدیہ دے کر چھڑانے کے لئے آئے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے باپ کے احسانات کو یاد کرکے فرمایا اگر تمہارے باپ (مطعم بن عدی) زندہ ہوتے اور وہ سفارش کرتے تو میں ضرور چھوڑ دیتا۔!!

(استیعاب جلد ۱ ص ۹۰ سیرت حلبیہ جلد ۲ ص ۲۴۳ اسد الغابہ و سیرت الصحابہ جلد ۱ ص ۲۷۱)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان جذبات تشکر و امتنان سے صحابۂ رسول کے دل بھی لبریز تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اگرچہ مطعم بن عدی کا انتقال حالتِ کفر میں ہوا مگر آنحضرت کے درباری شاعر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ان کی شان میں ایک نہایت بلند پایہ مرثیہ کہا جو دیوان حسان کے علاوہ زرقانی (شرح مواہب لدنیہ جلد ۱ ص ۲۷۶) میں بھی محفوظ ہے ھل جزاء الاحسان الا الاحسان۔

الفضل میں اشتہار دے کر
اپنی تجارت کو فروغ دیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مجالس انصار اللہ سے گزارش

تمام مجالس انصار اللہ سے گزارش کی جاتی ہے کہ :-

۱- آپ تمام ایسے اصحاب کو مجلس کا رُکن بناتے رہیں جو دَوران سال چالیس سال کی عمر کو پہنچ جائیں۔

۲- ہر اُس جماعت میں مجلس انصار اللہ قائم ہونی چاہیئے جہاں چالیس سال سے زائد عمر کے احباب ہوں۔

۳- وہ انصار جو نقل مکانی کر کے آئیں آپ ان کو بلحاظ عمر اپنی مجلس کا رُکن بنائیں۔

۴- ہر ایک مجلس اپنی ماہانہ رپورٹ میں باقاعدگی کے ساتھ "قیادت تجنید" کے عنوان کے نیچے اراکین مجلس کی تعداد اور کمی بیشی کا مع وجہ ذکر کرے۔

۵- صفِ اوّل اور صفِ دوم کے اراکین کی تعداد علیحدہ علیحدہ ماہانہ رپورٹ میں درج فرمائی جائے۔

خدا تعالیٰ ہماری مساعی میں برکت ڈالے۔ آمین

(قائد تجنید مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

وضاحت سکیم شعبۂ تعلیم سال ۱۹۷۶-۷۷ء

بعض لجنات کی طرف سے یہ شکایت موصول ہوئی ہے کہ رپورٹ فارم کے شعبۂ تعلیم کے خانہ کی ہدایات سمجھ نہیں آتیں۔ اس سلسلہ میں گزارش ہے کہ آپ شعبۂ تعلیم کی شق نمبر ا بعنوان "تلقین عمل" کو غور سے پڑھیں اور ان تمام امور پر ممبرات کو عمل کرنے کی تلقین کریں اور پھر اپنی ماہوار رپورٹ میں اس بات کا ذکر کر دیں کہ اس سلسلہ میں ممبرات کا کیا ردّ عمل ہے۔ یعنی وہ ان جملہ امور پر عمل کرنے کی کوشش کر رہی ہیں یا نہیں۔ اس کے علاوہ شعبۂ تعلیم کی باقی پانچ شقیں بالکل واضح ہیں۔ یعنی مطالعہ کتب سلسلہ، مطالعہ اشعار پاکیزہ، مقامی تربیتی کلاس، فضل عمر تعلیم القرآن کلاس اور امتحان وغیرہ لہٰذا ان کی وضاحت کی ضرورت نہیں۔ آپ انہیں لائحہ عمل کے صفحات نمبر ۳، ۴ اور ۵ سے پڑھ سکتی ہیں۔

(سیکرٹری تعلیم لجنہ اماء اللہ مرکزیہ)

اعلان گمشدہ رسید بک

ایک عدد رسید بک ۱۴۳۳۸ صدر انجمن احمدیہ جس کی ۴۸ عدد رسیدات جاری ہو چکی ہیں۔ جماعت احمدیہ سیالکوٹ شہر سے گم ہو گئی ہے لہٰذا بذریعہ اعلان احباب جماعت کو مطلع کیا جاتا ہے کہ وہ اس رسید بک پر کسی کو کسی قسم کا چندہ ادا نہ فرما دیں۔ اگر کسی دوست کو اس کا علم ہو جائے تو نظارت بیت المال آمد کو اطلاع دیکر ممنون فرمائیں۔

(ناظر بیت المال آمد۔ ربوہ)

مرکزی تربیتی کلاس مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

کی

نئی تاریخیں

مجلس خدام الاحمدیہ کی مرکزی سالانہ تربیتی کلاس جو ۱۵ر شہادت/ اپریل تا ۲۸ر شہادت/ اپریل منعقد ہو رہی تھی بعض وجوہات کی بناء پر اس کی تاریخیں تبدیل کر دی گئی ہیں۔ اب یہ کلاس مورخہ ۱۳ر ہجرت/ مئی تا ۲۶ر ہجرت/ مئی ۱۳۵۶ ہش ۱۹۷۷ء منعقد ہو گی انشاء اللہ العزیز۔ جملہ قائدین کرام مطلع رہیں اور خدام کو نئی تاریخوں کی اطلاع دیدیں۔

(ناظم اعلیٰ مرکزی تربیتی کلاس)

فریضۂ زکوٰۃ کا شرعی مصرف

بعض صاحبِ نصاب احباب زکوٰۃ کے شرعی مصرف سے ناواقفیت کی وجہ سے اپنی زکوٰۃ کی رقم کسی رفاعی ادارے مثلاً سکول، کالج یا ہسپتال کو ادا کر کے سمجھ لیتے ہیں کہ گویا ان کی طرف سے زکوٰۃ کی ادائیگی ہو گئی ہے حالانکہ یہ طریق نہیں ہے۔ زکوٰۃ خالصۃً یتامیٰ، مساکین اور دوسرے حقیقی محتاجوں کا حق ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے توخذ من اغنیاءھم و تردّ الیٰ فقراءھم (بخاری) یعنی زکوٰۃ امراء سے حاصل کر کے غرباء کو دی جائے۔ اگر کوئی صاحبِ نصاب بھائی زکوٰۃ کی کچھ رقم کسی ادارہ کو دیتا ہے تو وہ ادائیگی زکوٰۃ کی فرضیت سے سبکدوش نہیں ہوتا۔

اسی طرح بعض احباب اپنی واجب الادا زکوٰۃ مقامی طور پر از خود تقسیم کر دیتے ہیں یہ طریق بھی درست نہیں ہے۔ زکوٰۃ کی تمام رقوم امام وقت کی خدمت میں آنی چاہئیں۔ ہاں اگر کوئی دوست اپنے کسی نادار رشتہ دار یا کسی مستحق کو زکوٰۃ کا کچھ حصہ دینا چاہیں تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ نظارت ہذا کے توسط سے خلیفۂ وقت سے پیشگی منظوری حاصل کر لیوے۔

جملہ عہدیداران جماعت سے التماس ہے کہ احباب جماعت میں اس مسئلہ کو واضح کر کے وصولی زکوٰۃ کا انتظام فرما دیں اور وصول شدہ رقم جلد مرکز کو ارسال فرما دیں۔

جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ (ناظر بیت المال آمد۔ ربوہ)

درخواست ہائے دُعا

۱- محترمہ والدہ صاحبہ مکرم حیدر علی صاحب ظفر مبلغ مغربی جرمنی عرصہ دو سال سے بیمار چلی آرہی ہیں اور آجکل لیاقت میڈیکل ہسپتال جامشورہ میں داخل ہیں۔ احباب جماعت سے شفایابی کے لئے دعا فرمائیں۔ (نثار احمد طارق۔ لیاقت میڈیکل ہسپتال جامشورہ)

۲- ایک سال سے میری کمر میں درد ہے اور چار یا پانچ ماہ سے پیٹ میں بھی تنفخ کی تکلیف ہے۔ احباب کی خدمت میں شفائے کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔
(محمد ابراہیم صدر جماعت احمدیہ تلونڈی موسے خاں ضلع گوجرانوالہ)

۳- مکرم ٹھیکیدار چراغ دین صاحب دارالنصر شرقی ربوہ عرصہ سے بعارضہ فالج بیمار ہیں احباب ان کی کامل و عاجل صحت کیلئے دعا فرمائیں۔ (نور الدین خوشنویس ربوہ)

۴- مکرم حاجی محمد رمضان صاحب محلہ دارالعلوم ربوہ کچھ عرصہ سے متواتر بیمار چلے آتے ہیں ویسے اب پہلے کی نسبت افاقہ ہے۔ احباب صحتِ کاملہ کیلئے دعا فرمائیں۔

۵- میری اہلیہ بعارضہ فالج بیمار ہیں اب کچھ افاقہ ہے۔ احباب مکمل شفایابی کے لئے دعا فرمائیں۔ (مقصود احمد ورک نمبردار۔ قیام پور ورکاں ضلع گوجرانوالہ)

۶- محترمہ حمیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ شیخ محمد احسن صاحب پراچہ صدر لجنہ اماء اللہ بھیرہ کا اپریشن میو ہسپتال لاہور میں ہوا ہے جو کامیاب رہا ہے۔ احباب جماعت ان کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔ (محمد احمد نعیم مربی سلسلہ کوٹ مومن ضلع سرگودھا)

۷- میری بچی عزیزہ سائرہ سلمہا بنت سعید الرحمٰن صاحب پراچہ تقریباً پانچ ماہ سے مسلسل بیہوش ہے۔ احباب سے عزیزہ کی کامل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔
(عصمت پراچہ اہلیہ سعید الرحمٰن صاحب پراچہ لاہور چھاؤنی)

۸- میرا لڑکا عزیز منور احمد ہفتہ عشرہ سے بعارضہ نمونیہ بیمار ہے۔ کمزوری بہت ہے۔ احباب کرام سے مکمل شفایابی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔
(حاجی شیخ دوست محمد کوٹ مومن)

۹- میری ہمشیرہ عرصہ دو ماہ سے سخت بیمار ہے اور چلنے پھرنے سے قاصر ہے۔ تمام احمدی بھائی اور بہنیں دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اسکو کامل صحت عطا فرمائے آمین۔ (رانا محمد رفیق ولد چوہدری علم الدین صاحب ملانوالہ ضلع سیالکوٹ)

شفتل اور برسیم سے ہونے والا
پھلک اپھارہ
منٹوں میں ختم کرنے والی اکسیر
اور دیگر ۲۱ حیوانی امراض کی اکسیروں پر مشتمل
لٹریچر مفت منگوائیے
جانوروں کی اکسیروں کے اصلی فارمولوں کے موجد
کیورٹیو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ لاہور۔ کراچی۔ راولپنڈی
ہیڈ آفس
ڈاکٹر راحت محمد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جماعتِ احمدیہ کی ۵۸ ویں مجلس مشاورت

(بقیہ صفحہ اوّل)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی ازراہِ شفقت شمولیت فرمائی اور اپنے خدام کے ہمراہ کھانا تناول فرمایا حضور نے دعوت کے اختتام پر اجتماعی دعا کرائی۔

دعوت کے بعد احباب کی خواہش کے پیشِ نظر محترم چوہدری شبیر احمد صاحب (وکیل المال اوّل) نے سلائیڈز کے ذریعہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے گذشتہ تبلیغی سفرِ یورپ و امریکہ کی تصاویر دکھانے کا اہتمام کیا جس سے جماعتِ احمدیہ کی اس تبلیغی مساعی کی عکاسی ہوتی تھی جو وہ دُنیا بھر میں اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لئے کر رہی ہے۔ یہ تصاویر زیادہ تر حضور ایدہ اللہ کے دَورۂ امریکہ کی مختلف تقاریب اور مسجد ناصر گوٹن برگ کی افتتاحی تقریب کے نہایت ایمان افروز مناظر پر مشتمل تھیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے اہم ارشادات

مجلس مشاورت کی کارروائی کے دوران وقتاً فوقتاً حضور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے خدام کو نہایت ضروری، اہم اور قیمتی نصائح اور ارشادات سے نوازتے رہے جن کا خلاصہ اپنے الفاظ میں درج ذیل کیا جاتا ہے:۔

افتتاحی اجلاس میں حضور نے بتایا کہ اِس وقت ہماری جماعت اپنی زندگی کے ایک نہایت اہم موڑ میں سے گزر رہی ہے۔ ساری دنیا کو اسلام کے جھنڈے تلے جمع کرنے کا جو فریضہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے سپرد کیا ہے وہ اب نمایاں ہو کر سامنے آگیا ہے کیونکہ دُنیا میں اسلام کے حق میں بڑی اہم تبدیلی واقع ہو رہی ہے اور اس کے نتیجہ میں بیرونی ممالک میں ہماری جماعت اپنی تعداد اور اخلاص اور قربانیوں میں خدا کے فضل و کرم سے بسُرعت ترقی کر رہی ہے۔ اس ترقی اور پھیلاؤ کی وجہ سے پاکستان کے احمدیوں کی ذمہ داری بہت بڑھ جاتی ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے مرکزی حیثیت عطا کی ہے اس لئے ہمارا فرض ہے کہ ہم ہر معاملہ میں بیرونی جماعتوں کے لئے نمونہ بنیں۔ ہمارا مرکز عمل کا، قربانی کا دُنیا کی خیر خواہی اور بھلائی کا مرکز ہونا چاہیئے ہم نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں اور آپؐ کے اسوہ حسنہ کے مطابق اخوت، محبت، پیار، ہمدردی، خیر خواہی اور بھلائی پر مشتمل روحانی انقلاب بپا کرنا ہے مگر اس کے لئے ضروری ہے کہ ہم دعاؤں، قربانیوں اور جدوجہد کے ذریعہ اپنی جھولیوں کو اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور اس کی رحمتوں سے بھرنے کی کوشش کریں۔

۲۔ اپریل کو منعقدہ پہلے اجلاس میں بجٹ پر غور کے دوران حضور ایدہ اللہ نے فرمایا:۔

ہمارا بجٹ دراصل وہ مخلص دل ہیں جو مومنوں کے سینوں میں دھڑکتے ہیں انہی کے جذبۂ اخلاص کے نتیجہ میں ہماری مالی قربانیاں اڑھائی سَو گنا بڑھ چکی ہیں اور عجیب بات یہ ہے کہ جماعت کا جو تھوڑا سا حصّہ اس سلسلے میں کمزوری دکھاتا ہے اسے باقی حصّہ جماعت زیادہ قربانیاں کر کے ڈھانپ لیتا ہے۔ ہماری جماعت کے حُسنِ عمل ہی کی یہ برکت ہے کہ میں نے افریقہ کی سرزمین میں ۱۶ طبّی مراکز اور ۱۶ ہائر سیکنڈری مدارس قائم کرنے کا جو وعدہ کیا تھا وہ خدا کے فضل سے پورا ہو چکا ہے۔ طبّی مراکز میں سے اکثر ہسپتالوں میں تبدیل ہو چکے ہیں۔ ان کی اپنی مستقل عمارتیں بن چکی ہیں جو فرنیچر اور دیگر تمام ضروری سامان سے آراستہ ہیں آؤٹ ڈور مریضوں کے لئے کمروں کے علاوہ اِن ڈور مریضوں کے لئے بھی متعدد وارڈ تعمیر ہو چکے ہیں جن میں مریضوں کے لئے بستروں کا بھی انتظام موجود ہے۔ ان پر جو روپیہ خرچ ہُوا ہے وہ محض خدا تعالیٰ کے فضل سے ہی آیا ہے۔ جماعت کا ہر مخلص دل اِس یقین سے پُر ہے کہ وہ خدا کی راہ میں جو قربانی پیش کرے گا وہ اس کے لئے غیر معمولی طور پر بہت برکت کا موجب ہوگی چنانچہ ایسا ہی ہُوا ہے اور ہو رہا ہے، الحمدللہ۔

۳۔ اپریل کے اختتامی اجلاس میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مختلف تجاویز کے دوران اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا درحقیقت اسلام کا پیدا کردہ روحانی انقلاب ایک بے نظیر انقلاب ہے جس کے ذریعہ وحشی انسانوں کو پہلے انسان پھر با اخلاق انسان اور پھر باخدا انسان بنا دیا گیا۔ اسلامی انقلاب ارتقاء کے گھوڑے پر سوار ہو کر محبت اور پیار کے ساتھ قلوب کو جیت کر دُنیا پر غالب آتا ہے۔ اسی انقلاب کا دوسرا جلوہ مہدیٔ موعود علیہ السلام کی جماعت کے ذریعہ غلبۂ اسلام کے رنگ میں ظاہر ہونا مقدر ہے جیسا کہ لیظھرہٗ علی الدّین کلّہٖ (الصف) میں وعدہ دیا گیا تھا۔ اس زمانہ میں ظاہر ہونے والا یہ انقلاب بھی درحقیقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی پیدا فرمودہ انقلاب ہے اس انقلاب کو پوری طرح بروئے کار لانے کے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنے اخلاقی، علمی اور روحانی معیار کو بلند سے بلند تر کرتے چلے جائیں۔

حضور نے احباب کو توجہ دلائی کہ وہ اپنے ہونہار اور ذہین بچے جامعہ احمدیہ میں داخل کرانے کے لئے بھجوائیں تاکہ وہ فریضۂ تبلیغِ اسلام کو کامیابی کے ساتھ سرانجام دے سکیں۔ وقفِ جدید کے زیرِ اہتمام رضاکار معلمین تیار کرنے کی جو تحریک جاری ہے اس کی طرف بھی حضور نے توجہ دلائی اور فرمایا کہ اس وقت تک بہت کم دوستوں نے اس میں حصّہ لیا ہے حالانکہ اس سلسلے میں سال میں جو چار کلاسیں مرکز میں (تین تین ماہ کے لئے) لگتی ہیں ان میں دورانِ سال ہر جماعت کا کوئی نہ کوئی نمائندہ ضرور آنا چاہیئے تاکہ وہ یہاں دینی علم حاصل کر کے پھر واپس اپنی جماعت میں جا کر اسکی تربیتی ضرورتوں کو پورا کر سکے۔

بصیرت افروز اختتامی خطاب

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بصیرت افروز اختتامی خطاب میں فرمایا کہ اِس وقت جو خاص بات مَیں جماعت کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ہماری جماعت کے ہر فرد کو قرآن مجید کی اصطلاح کے مطابق القوی الامین بننے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اسلام کے نزدیک القوی الامین وہ شخص ہے جو اپنی جملہ اخلاقی، روحانی، ذہنی اور جسمانی قوتوں کی پوری طاقت کے ساتھ حفاظت کرے اور پھر پوری طرح انہیں ترقی دینے اور ان کی نشو و نما کرنے کی کوشش کرے۔ کوئی شخص صحیح معنوں میں القوی ہو ہی نہیں سکتا جب تک کہ وہ الامین نہ ہو یعنی وہ پوری دیانت داری کے ساتھ اپنی استعدادوں کی حفاظت کرنے اور انہیں بڑھانے کی کوشش کرے۔ قومیں صرف دیانتداری کے بلند معیار کو قائم رکھ کر ہی ترقی کر سکتی ہیں یورپ کی جن اقوام نے بھی مادی ترقی کی ہے اس کی وجہ بھی یہ ہے کہ وہاں بُرے لوگوں کے ساتھ ساتھ آج بھی لاکھوں ایسے لوگ موجود ہیں جنہوں نے اپنی قوتوں کو ضائع ہونے سے بچایا اور پوری دیانت کے ساتھ قومی ترقی کے لئے محنت کی۔

حضور نے فرمایا دُنیا کی آئندہ اخلاقی اور روحانی ترقی کے سلسلے میں ہماری جماعت تو ریڑھ کی ہڈی کی سی اہمیت رکھتی ہے ہمیں خدا نے نوعِ انسان کو ہلاکت سے بچا کر اسلام کے جھنڈے تلے جمع کرنے کے لئے پیدا کیا ہے۔ اس اہم ذمہ داری کو ادا کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہم میں سے ایک فرد بھی ایسا نہ ہو جو القوی الامین نہ ہو۔

حضور نے فرمایا القوی الامین بننے کا بہترین اور کامل ترین نمونہ ہمارے سیّد و مولا حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن میں تمام انسانی کمالات اور استعدادوں کی حفاظت اور کامل نشو و نما اپنی انتہائی شان کے ساتھ نظر آتی ہے۔ اِس لئے ہمیں کسی اور کی طرف دیکھنے کی قطعاً ضرورت نہیں ہے ہمارے لئے بہترین نمونہ اور اُسوہ آپؐ ہی کی ذاتِ گرامی ہے ہمیں آپؐ ہی کے نمونہ کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھنا چاہیئے اور اسے اختیار کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اِس کی توفیق بخشے۔ آمین

اس کے بعد حضور نے فرمایا اب ہماری مجلس مشاورت کی کارروائی خدا کے فضل سے ختم ہوتی ہے۔ اب ہم اجتماعی دعا کریں گے۔ میری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ سب کا حافظ و ناصر ہو۔ آپ کو اپنی امان میں رکھے آپ کے اموال میں برکت دے۔ آپ کے نفوس میں برکت دے، آپ کے بچّوں میں برکت دے اور انہیں ذہین بنائے اور ان کی جملہ استعدادوں کی پوری طرح نشو و نما کرنے کی آپ کو توفیق بخشے اور آپ کو ایسے مقام پر کھڑا کر دے کہ آپ دُنیا کے راہبر بن جائیں اور غلبۂ اسلام کے جو وعدے اس نے اس زمانہ میں مہدی موعود کے ساتھ کئے ہیں وہ جلد تر پورے ہو جائیں تاکہ دُنیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع ہو کر حقیقی اطمینان و سکینت حاصل کر سکے۔ آمین

اِس کے بعد حضور نے لمبی اجتماعی دعا کرائی جو کہ سوز و گداز اور تضرع و ابتہال کی ایک غیر معمولی کیفیت اپنے اندر رکھتی تھی۔ اس اجتماعی دعا کے ساتھ جماعتِ احمدیہ کی ۵۸ ویں بابرکت مجلس مشاورت بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوئی۔

(مشاورت کی کارروائی کی قدرے تفصیلی روداد انشاء اللہ آئندہ اشاعتوں میں بالاقساط پیش کی جائے گی)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴